23

صرف دوسروں پر ہی اعتراض نہ کرو بلکہ اپنی اصلاح کی طرف بھی توجہ دو

(فرمودہ 6 ستمبر 1940ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"منتظم مساجد کو چاہیئے کہ لاؤڈ سپیکر کے متعلق ایسا انتظام کریں کہ یا تو یہ خطبہ سے پہلے لگا کرے اور یا پھر نہ لگا کرے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کے وقت تمام حرکات اور افعال کو ناجائز قرار دیا ہے لیکن ہمارے یہاں دھڑلّے سے کام ہوتا ہے اور ذرا پرواہ نہیں کی جاتی۔ پس یہ لاؤڈ سپیکر یا تو پہلے لگ جایا کرے اور یا بالکل نہ لگا کرے۔ یہ اپنی ذات میں کوئی ایسی چیز نہیں کہ اس کی وجہ سے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو توڑ دیا جائے۔

اس کے بعد میں جماعت کی توجہ ایک ایسے واقعہ کی طرف پھرانا چاہتا ہوں جو آج ہی قادیان میں ہؤا ہے۔ میں اپنے کمرہ (دفتر) میں بیٹھا ہؤا تھا کہ مجھے کچھ نعروں کی آواز سنائی دی۔ پہلے تو وہ نعرے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور میرے متعلق زندہ باد کے تھے اس کے بعد کچھ اور الفاظ تھے جو میں صحیح طور پر نہیں سن سکا مگر اس قسم کے تھے کہ ایسے ناظر ہمیں نہیں چاہئیں۔ میں نے دفتر ڈاک کے ذریعہ ان لوگوں کے حالات معلوم کرائے ہیں جو بازار میں بیٹھتے ہیں یعنی دکانوں وغیرہ والے۔ ایسے لوگوں کی دس گیارہ شہادتیں میرے پاس آئی ہیں جن

سے اصل واقعات پر روشنی پڑتی ہے۔ یوں تو مجھے کل شام سے ہی یہ پتہ تھا کہ اس قسم کا مظاہرہ ہونے والا ہے۔ میں نے اطلاع دہندہ کو منع کر دیا تھا کہ اس میں کوئی دخل نہ دیں اور واقعہ ہونے دیں لیکن مجھے جس رنگ میں اطلاع تھی اس سے کسی قدر فرق کے ساتھ یہ ہؤا ہے۔ مجھے یہ اطلاع تھی کہ سید منظور علی شاہ اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ ہمارے مکانات کے گرد چکر لگائیں گے اور نعرے بلند کریں گے۔ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق زندہ باد کے نعرے لگائیں گے پھر میرے متعلق اور پھر یہ کہ ہمیں ایسے ناظر نہیں چاہئیں۔ مجھے جو اطلاع ملی اس میں یہ بات نہ تھی کہ مصری پارٹی اور احراری بھی اس میں شامل ہوں گے اور چونکہ یہ ایک شخص کا انفرادی فعل تھا اور جماعت کا اندرونی معاملہ تھا میں نے نہ چاہا کہ اسے روکا جائے اور میں نے کہا کہ اگر کوئی شخص دیوانگی کی کوئی حرکت کرنا چاہتا ہے تو کرے مگر وقوعہ کسی اور رنگ میں ہؤا ہے اور احراریوں نیز مصری صاحب کے ساتھیوں نے بھی اس میں حصہ لیا ہے اور میرے متعلق مُردہ باد کے نعرے بھی لگائے گئے ہیں اور ان گلیوں میں لگائے گئے ہیں جن میں احمدیوں کی کثرت ہے۔ ایسا ہی واقعہ اگر کسی دوسرے بازار میں جہاں غیر احمدیوں کی کثرت نہیں بلکہ معمولی تعداد بھی ہو اگر احمدیوں کی طرف سے کیا جاتا تو گورنمنٹ بے تاب ہو جاتی لیکن اب ہم دیکھیں گے کہ حکومت کیا ایکشن لیتی ہے اور اگر اس نے کوئی ایکشن نہ لیا تو ہم اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ ایسی حرکات جائز ہیں اور اس لئے اگر احمدیوں نے کبھی ایسا کیا تو حکومت کو اعتراض کا حق نہ ہو گا اور اگر وہ ہم پر اعتراض کرے گی تو دنیا کی نظروں میں ظالم قرار پائے گی۔

اب میں اصل واقعہ کی طرف آتا ہوں یہ فعل کرنے والا احمدی کہلاتا ہے۔ اس کا باپ ایک مخلص احمدی تھا اور اس کی والدہ اس کے والد سے بھی زیادہ مخلص تھی اور انہی کے اخلاص کی وجہ سے میں نے اس معاملہ کے متعلق بھی فوری قدم نہیں اٹھایا۔ ورنہ مرکز سلسلہ میں نہیں اور سلسلہ کے نظام کے خلاف نہیں بلکہ علیگڑھ کالج کے منتظمین کے خلاف ایک مرتبہ لڑکوں نے مظاہرے کئے اور نعرے لگائے تو ہمارے بھتیجے مرزا عزیز احمد صاحب بھی ان سے مل گئے وہ اس وقت نوجوان تھے اور طالب علمی کی زندگی تھی۔ لڑکوں کو شکایت تھی

کہ روٹی اچھی نہیں ملتی اس لئے مظاہرے اور ہڑتال کرنے لگے اور مرزا عزیز احمد صاحب بھی ان میں شامل ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس فعل کو اس قدر ناپسند کیا کہ مرزا عزیز احمد صاحب کو جماعت سے خارج کر دیا۔ اللہ تعالیٰ مرزا سلطان احمد صاحب کی مغفرت فرمائے وہ گو اُس وقت غیر احمدی تھے مگر جب سنا کہ مرزا عزیز احمد صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت سے خارج کر دیا ہے تو انہوں نے اپنے لڑکے سے کہا کہ میں تم سے خوش ہو کر تب بولوں گا جب تم پھر بیعت کر کے آؤ گے۔ خیر وہ ایک بچپن کا ابتلاء تھا جو جاتا رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو سمجھ دی، فراست دی، اخلاص دیا اور انہوں نے اپنی بہت سی اصلاح کر لی۔ تو اس قسم کے افعال سلسلہ کی روایات اور تعلیم کے بالکل خلاف ہیں اور ایک ایسے ہی فعل کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پوتے کو جماعت سے خارج کر دیا تھا حالانکہ اس کا وہ فعل نظام سلسلہ کے خلاف نہ تھا بلکہ علی گڑھ کالج کے چند افسروں کے خلاف تھا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس عمل کے مطابق اگر میں ان کو جماعت سے خارج بھی کر دیتا تو یہ بالکل جائز ہوتا لیکن ان کے باپ کے اخلاص کی وجہ سے کہ وہ مخلص احمدی تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے بھی پہلے کے دوست تھے اور ان کی والدہ کی وجہ سے کہ وہ مخلص، نیک اور متقی خاتون تھیں میں نے کوئی فوری اقدام نہیں کیا اور سب سے پہلے میں ان کو موقع دیتا ہوں کہ 24 گھنٹہ کے اندر اندر اپنے اس فعل پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے توبہ کریں ورنہ پھر مناسب رنگ میں جماعتی طریق پر عمل کیا جائے گا۔ اسی فعل کے سلسلہ میں مَیں مرزا عبدالحق صاحب پلیڈر کو کمیشن مقرر کرتا ہوں۔ وہ تحقیقات کریں کہ جو دوسرے احراری اور مصری صاحب کے ساتھی ان کے ساتھ شامل ہوئے وہ کیسے ہوئے۔ میں نے سنا ہے انہوں نے ان کو روکا اور کہا تھا کہ تم ہمارے ساتھ کیوں شامل ہوتے ہو۔ مرزا صاحب یہ تحقیقات کریں کہ آیا ان کا روکنا حقیقی رنگ میں تھا اور دوسروں کا شامل ہونا زبردستی تھا اور اس فعل کی تفاصیل کس حد تک سلسلہ کے وقار اور عزت کے منافی یا موافق تھیں۔ جہاں تک اصول کا سوال ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عام فتویٰ میں نے بیان کر دیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں اصل واقعہ کیا ہے اور ان کی شکایات کیا ہیں۔ جہاں تک مجھے

خبر پہنچی ہے ان کو چوہدری فتح محمد صاحب کے خلاف کوئی شکایت تھی اور شکایتیں دنیا میں ہوتی ہی رہتی ہیں۔ بھائیوں کو بھائیوں سے، باپ کو بیٹے سے اور بیٹے کو باپ یا ماں سے، بہنوں کو بھائیوں سے اور بھائیوں کو بہنوں سے بھی شکایتیں ہو جاتی ہیں لیکن ان کی وجہ سے انسان عقل سے باہر نہیں ہو جاتا۔ احمدی جماعت کے لئے ایسے مواقع پر یہ رستہ کھلا ہے ہم نے قضاء کا محکمہ اسی واسطے بنایا ہؤا ہے کہ جب کسی کو کسی کے خلاف کوئی شکایت ہو تو وہ قضاء میں جا سکتا ہے اور اگر شکایت اس قسم کی ہو کہ قضاء اس کا ازالہ نہ کر سکتی ہو تو وہ بہ اجازت سلسلہ عدالت میں جاسکتا ہے اور اگر جُرم قابلِ دست اندازی پولیس ہے تو وہ سلسلہ کو اطلاع دے کر پولیس میں جاسکتا ہے۔ یہ اطلاع اس لئے ضروری رکھی ہے کہ کوئی شخص یہ سمجھنے میں غلطی کر سکتا ہے کہ یہ فعل قابلِ دست اندازی پولیس ہے۔ ممکن ہے جو اسے قابلِ دست اندازی سمجھے لیکن حقیقتاً وہ نہ ہو۔ چونکہ انسان اپنے اجتہاد میں غلطی کر سکتا ہے اس لئے یہ اطلاع ضروری رکھی ہے کہ تا اگر سلسلہ مناسب سمجھے تو اپنی ذمہ داری پر اسے روک دے۔ اس صورت میں گورنمنٹ کے سامنے جوابدہ سلسلہ خود ہو گا وہ نہیں۔ یہ اصول مقرر ہیں اور جو انہیں تسلیم نہیں کرتا بلکہ اپنے لئے خود کوئی رستہ تجویز کرتا ہے وہ گویا اپنے فعل سے سلسلہ کا باغی اپنے آپ کو قرار دے لیتا ہے۔ یہ مسجد ہے اور اس میں داخل ہونے کے لئے دروازے ہیں لیکن جو شخص دروازہ سے اندر نہیں آتا بلکہ دیواریں کھودنے لگتا ہے اور کہتا یہ ہے کہ میں مسجد میں آنا چاہتا ہوں اس کے اس دعویٰ کو کوئی شخص سچ نہیں سمجھے گا بلکہ ہر کوئی یہی کہے گا کہ وہ فساد کرنا چاہتا ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ وہ مقرر کردہ رستہ سے مسجد میں نہیں آتا۔ اسی طرح ہم نے قضاء کا محکمہ قائم کر رکھا ہے جسے کسی سے کوئی تکلیف پہنچے وہ قضاء میں دعویٰ دائر کر سکتا ہے لیکن جو ایسا نہیں کرتا بلکہ کوئی دوسرا طریق اختیار کرتا ہے وہ گویا اپنے فعل سے بغاوت کا اعلان کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی کہے مجھے قضاء پر اعتبار نہیں تو مرافعہ کر سکتا ہے اور دو قاضی اس کا کیس سنتے ہیں پھر اگر ان پر بھی اسے اعتماد نہ ہو تو آخری اپیل خلیفہ خود یا اس کا مقرر کردہ بورڈ جو زیادہ ذمہ دار اور مخلص احمدیوں پر مشتمل ہوتا ہے سنتا ہے اور جو کہے کہ مجھے ان پر بھی اعتماد نہیں تو میں کہوں گا کہ تم جماعت میں شامل ہی کیوں ہو؟ جب یہ ساری جماعت ہی برے لوگوں اور بدمعاشوں کی ہے

اگر تم جماعت کو سچا سمجھتے ہو تو یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ سارے کے سارے غلطی کریں اور دیدہ دانستہ ظلم کریں اور اگر ایک دوسے ظلم کا اندیشہ ہو تو کہیں نہ کہیں پہنچ کر اس کی اصلاح کا یقین ہونا چاہیئے لیکن اگر ساری جماعت میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں کہ جو قابلِ اعتبار ہو تو یہ بڑی بے شرمی کی بات ہے کہ انسان اس جماعت میں شامل ہو جس کے اوپر سے لے کر نیچے تک سب ظالم ہوں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ 1 ۔اگر سارا نظام ہی خراب ہے اور سب ظالم ہیں تو اس میں شامل رہنا گویا دین و دنیا دونوں کو خراب کرنے کے مترادف ہے۔ جب سلسلہ کی طرف سے ایک طریق مقرر ہے تو جو اسے اختیار نہیں کرتا وہ اگر ناواقف ہے تو اسے سمجھانا چاہیئے اور اگر ناواقف نہیں تو بہ تکرار خود سزا کا مستحق ہے۔ چونکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی اور بھی ایسے لوگ ہوں جن کو شبہات ہوں ان کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے اگر کسی کو کسی سے کوئی شکایت ہے تو اس کے لئے قضاء کا دروازہ کھلا ہے۔ شکایت خواہ کسی ناظر کے خلاف ہو یا ناظر اعلیٰ کے، اس میں کوئی استثنٰی نہیں۔ جسے کوئی تکلیف کسی سے پہنچے وہ قضاء میں جا سکتا ہے اور اگر جرم قابلِ دست اندازی پولیس ہو تو اطلاع دے کر پولیس میں جا سکتا ہے لیکن اس قسم کے مظاہروں کی اجازت کسی صورت میں نہیں دی جاسکتی اور نہ ان کا کوئی فائدہ ہے۔ اگر کوئی شخص نعرے لگانا تو درکنار میرے دروازہ پر بیٹھ کر چیختا رہے تو خواہ گلا پھاڑ پھاڑ کر چیختا رہے حتّٰی کہ گلا بیٹھ جائے خواہ ساری عمر نعرے لگاتا رہے اگر میں اس سے متاثر ہو جاؤں تو ان اصول کے مطابق جن کو میں صحیح سمجھتا ہوں میں خلافت کا مستحق نہیں ہوں گا۔ نعرے لگانا تو الگ رہا اگر کوئی فاقہ کشی کرے حتّٰی کہ مر بھی جائے تب بھی اسلامی اصول کے مطابق وہ توجہ کے قابل نہیں کیونکہ یہ نظام میں دخل اندازی ہے۔ یہ ایک قسم کا دباؤ ہے۔ جو اسے قبول کرتا ہے وہ بزدل ہے اور اللہ تعالیٰ کے اعتماد کا ہرگز اہل نہیں۔

مَیں تو حکومت کو بھی یہی مشورہ دیتا رہتا ہوں کہ اگر وہ کانگرس کے کسی مطالبہ کو درست سمجھتی ہے تو اسے پہلے ہی مان لے لیکن اگر وہ صحیح نہیں سمجھتی تو ایک گاندھی چھوڑ ہزار گاندھی بھی فاقے کریں اسے متاثر نہیں ہونا چاہیئے۔ سچائی کو ہر حال میں قبول کرنا حکومت کا

فرض ہے۔ اسے کسی بڑے آدمی کے فاقہ کی وجہ سے قبول نہیں کرنا چاہیئے بلکہ سچائی سمجھ کر قبول کرنا چاہیے۔ کانگرس جو بات کہتی ہے اگر وہ درست ہے تو گاندھی جی تو خیر لیڈر رہیں اگر کوئی چمار بھی کہے تو اسے مان لینی چاہیئے لیکن اگر وہ بات ناحق ہے تو اسے گاندھی جی کی فاقہ کشی سے ڈر کر نہیں ماننا چاہیئے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتی تو اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ اپنی ذمہ داری کو نہیں سمجھتی اور جب میں دنیوی گورنمنٹ کے لئے بھی اس بات کو جائز نہیں سمجھتا تو آسمانی کے لئے کس طرح سمجھ سکتا ہوں ۔ اگر ایسی باتوں سے میں متاثر ہو جاؤں تو پھر ایسے سلسلہ کی ضرورت ہی کیا ہے جسے ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے ہیں۔ ایسے افعال شریعت کے خلاف ہیں۔ یہ خیال کرنا کہ ایسی باتوں سے مجھ تک آواز پہنچائی جا سکے گی یا میں متاثر ہو جاؤں گا بالکل غلط ہے۔ اگر میں خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ خلیفہ ہوں تو ایسی باتوں سے ہرگز متاثر نہیں ہو سکتا اور جو ایسی باتوں سے متاثر ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ خلیفہ وہی ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ پر توکل کرے، جو یہ یقین رکھتا ہو کہ یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور خود خدا تعالیٰ اس کا حافظ ہے۔ ہمارا کام خدا تعالیٰ کی عظمت کو قائم کرنا ہے نہ کہ اپنی نیک نامی۔ اگر ہمیں اپنی نیک نامی مطلوب ہو تو اس سلسلہ میں رہنے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر آج ہم کانگرس میں شامل ہو جائیں تو ہماری کتنی نیک نامی ہو سکتی ہے، اگر آج حکومت کے خلاف ہو جائیں تو آزاد طبقہ بوجہ اس کے کہ ہم ایک منظم جماعت ہیں ہماری کتنی قدر کرے گا؟ اگر وہی رسوم اور بدعات کی تائید کرنے لگیں جو غیر احمدیوں میں رائج ہیں تو کس طرح وہ خوش ہو کر ہماری تعریفیں کریں گے؟ پس دنیا میں نیک نامی کے وہی ذرائع ہیں جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول سے دور پھینکتے ہیں اور ان کو قبول کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ ہماری نیک نامی اسی میں ہے جس میں خدا تعالیٰ خوش ہو، چاہے دنیا میں کتنی بدنامی ہو۔ محمد رسول اللہ ﷺ کو لوگ عمر بھر پاگل کہتے رہے لیکن اگر وہ ان باتوں کو اختیار کر لیتے جن سے لوگ خوش ہوتے تو سب ان کی تعریفیں کرتے۔ حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کو لوگوں نے پاگل کہا مگر کیا وہ ان باتوں سے ڈر گئے؟ پس مومن ان چیزوں سے کبھی نہیں ڈرتا اور جو مومن ہو وہ ان چیزوں سے ڈراتا بھی نہیں اور ایسے نعرے اور مظاہرے کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ڈرایا جائے۔

لیکن جو شخص ایسا کرتا ہے وہ مجھے کس چیز سے ڈرانا چاہتا ہے؟ کیا اس سے کہ جماعت مرتد ہو جائے گی؟ لیکن اگر میں کسی وقت بھی جماعت کے علیحدہ ہو جانے سے ڈر جاؤں تو اسی وقت کافر ہو جاؤں۔ کیا اگر میں جماعت کی قدر اور عزت کرتا ہوں تو اس وجہ سے کہ یہ لاکھ دو لاکھ لوگ ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس وجہ سے کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بات کہتے ہیں لیکن اگر وہ خدا تعالیٰ کی بات کہنا چھوڑ دیں تو وہ بھی ایسے ہی ہو جائیں گے جیسے دوسرے غیر احمدی اور پھر میرے نزدیک ان کی کیا عزت ہو سکتی ہے؟ ایسے وقت میں انسان کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی رائے اپنے متعلق بدلنے کی کوشش کرے اور اس کے لئے نعروں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور اپیل رات کی تاریکیوں میں اور اس کے آگے سجدوں میں گر گر کر رونے کی صورت میں ہوتی ہے۔

اس کے بعد ایک اور معاملہ ہے جس کے متعلق بھی میں اپنے خیالات کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں اور وہ بھائی عبد الرحمان صاحب قادیانی کی تلاشی کا واقعہ ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اس معاملہ میں بھی امور عامہ سے کچھ بے احتیاطیاں ہوئی ہیں۔ اصل واقعات کے متعلق میں ابھی کوئی بات کرنا نہیں چاہتا کیونکہ وہ ابھی زیر تحقیق ہیں تاہم اس حد تک میں تحقیقات کر چکا ہوں کہ امور عامہ سے بعض غلطیاں ہوئی ہیں یا اگر محتاط الفاظ استعمال کروں تو بعض بے احتیاطیاں ہوئی ہیں اور مجھے افسوس ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ ان پر متنبہ ہوتے ان میں ایک چڑ سی پیدا ہو گئی ہے۔ اس کے متعلق بھی میں ایک کمیشن مقرر کرنے والا ہوں۔ امور عامہ سے میں جواب طلبی کر چکا ہوں اور کاغذات میرے پاس پہنچ چکے ہیں۔ ممکن ہے امور عامہ کے پاس کچھ اور دلائل بھی ہوں جو اس نے ابھی پیش نہ کئے ہوں اور کمیشن کے سامنے پیش کریں۔ بہر حال جو جواب امور عامہ کی طرف سے دیا گیا ہے اس کی بنیاد پر میں کہہ سکتا ہوں کہ بے احتیاطی سے کام لیا گیا ہے۔ ہماری جماعت ایک مذہبی جماعت ہے اور اس لئے ہم ان اصولوں کو نظر انداز نہیں کر سکتے جو خدا تعالیٰ نے مذہبی جماعتوں کے لئے مقرر کئے ہیں۔ ہم کوئی مادر پدر آزاد جماعت نہیں ہیں کہ اپنے لئے خود کوئی قانون بناتے پھریں بلکہ ہمارے قانون اسلامی ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے بنایا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے جو قانون انبیاء کی

جماعتوں کے لئے مقرر کئے ہیں ان میں ان لوگوں کی خاص طور پر عزت قائم کی گئی ہے جو ابتداء میں ایمان لائے اور قربانیاں کرتے رہے اور یہ ایک ایسا حق ہے جسے ہم کسی صورت میں نظر انداز نہیں کرسکتے۔ دنیوی جماعتیں پرانے لوگوں کو نظر انداز کرسکتی ہیں اور کہہ سکتی ہیں کہ اب ہم میں زیادہ عقلمند اور زیادہ صاحب حیثیت لوگ شامل ہوگئے ہیں مگر خداتعالیٰ کی مقرر کردہ جماعتیں ایسا نہیں کرسکتیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صحابہؓ اور سَابِقُوْن کا خاص درجہ قرار دیا ہے جس کی نظیر دنیوی جماعتوں میں نہیں مل سکتی۔ یہ حقوق صحابہؓ کو اتنے یاد کرائے جاتے تھے کہ وہ جوش کی حالت میں بھی ان کو نہ بھول سکتے تھے۔ جب باغی حضرت عثمانؓ کو شہید کرنے کے لئے دیوار پھاند کر ان کے مکان کے اندر داخل ہوئے تو ان میں ایک غلطی خوردہ نوجوان حضرت ابوبکرؓ کا لڑکا بھی تھا وہ آگے بڑھا اور اس نے حضرت عثمانؓ کی داڑھی کو پکڑ لیا۔ حضرت عثمانؓ نے اسکی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا اور کہا کہ ابوبکرؓ اس جگہ پر یہ کام نہ کرسکتا۔ اور کسی سے آپ نے کچھ نہیں کہا لیکن اسے یہ بات کہی اور اس کا اس پر یہ اثر ہؤا کہ وہ فوراً وہاں سے لوٹ گیا۔ وہ حضرت عثمانؓ کا شدید ترین مخالف تھا اور لوگوں کو آپ کے خلاف ابھارتا پھرتا تھا۔ وہ خود نیک تھا مگر دھوکا میں آچکا تھا اور سمجھتا تھا کہ اسلام کو آزاد کرا رہا ہے اور اس کانٹے کو نکال رہا ہے جو اسلام کی بغل میں چبھا ہؤا تھا لیکن عین اس وقت جبکہ وہ انتہائی جوش کی حالت میں تھا حضرت عثمانؓ نے اسے یہ یاد دلایا کہ ابوبکرؓ بھی یہ جرأت نہ کرسکتا جو تم کرنے لگے ہو تو اس پر اتنا اثر ہؤا کہ وہ پیچھے ہٹا اور فوراً لوٹ گیا۔ جہاں تک بھائی عبدالرحمن صاحب کے مکان کی تلاشی کا سوال ہے اس میں کسی کی ذمہ داری نہیں۔ تلاشی گورنمنٹ کا حق ہے اور اگر وہ قانون کے مطابق کسی کی تلاشی لیتی ہے تو کسی کو اعتراض کا حق نہیں۔ تلاشی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھی ہوئی تھی تو کیا بھائی عبدالرحمن صاحب آپؑ سے بھی بڑے ہیں۔ پس تلاشی لینے پر ناراضگی کا اظہار عبث ہے۔ گورنمنٹ کا حق ہے کہ کسی پر شبہ ہو تو اس کی تلاشی لے لے اور ہمارا حق نہیں کہ اس کے اس حق میں دست اندازی کریں۔ ہاں اگر وہ تلاشی لینا ناجائز ہو تو بعد میں اس کے خلاف پروٹسٹ کیا جاسکتا ہے لیکن اس وقت یہی فرض ہے کہ قانون کی پابندی کرتے ہوئے افسروں کو اپنے فرائض بجالانے کا موقع دیں۔

اگر ہم جانتے ہیں کہ کوئی شخص قاتل نہیں تو ہم حکومت کو اسے پھانسی دینے سے ہرگز نہیں روکیں گے بلکہ اسے پھانسی چڑھنے دیں گے مگر بعد میں پروٹسٹ ضرور کریں گے اور دنیا کو بتائیں گے کہ یہ ظالمانہ فعل ہے۔ پس جہاں تک تلاشی کا سوال ہے اس میں ناراضگی کا کوئی پہلو نہیں۔ اس کی وجہ سے اگر کسی کی غیرت کو ٹھیس لگتی ہے تو اس کی کوئی وجہ میری سمجھ میں نہیں آسکتی اور نہ اعتراض کا کوئی موقع ہے۔ اس کے علاوہ امور عامہ پر یہ ذمہ داری ہے کہ اس نے صحابہ کے مقام کو نہیں سمجھا۔ اگر صحابہ کا جائز اعزاز قادیان میں نہ ہو اور سلسلہ کے محکمے نہ کریں تو یہ ہمارے لئے رونے کا مقام ہے۔ اس کے باوجود میں لوگوں کو متنبّہ کروں گا کہ خود بخود کوئی نتائج نہ نکالیں۔ اس نے کس حد تک غلطی کی ہے اس کی میں تحقیقات کر رہا ہوں۔ ابھی میں اس کی کوئی غلطی بتاتا نہیں ہوں اس کا فیصلہ کمیشن کرے گا جو میں مقرر کرنے والا ہوں۔ اس وقت میں صرف احتیاط کے پہلو کو لیتا ہوں اور صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون کو کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ بھائی عبدالرحمن قادیانی اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے جب دنیا آپ کو کافر اور فاسق و فاجر کہہ رہی تھی اور خون کی پیاسی تھی۔ وہ ایسے تکلیف کے وقت میں آپؑ کے ساتھ رہے اور اگر آج ہمارے نوجوان ایسے لوگوں کا اعزاز نہ کریں تو میں یہ کہوں گا کہ ان میں غیرتِ ایمانی بہت کم ہے۔ ناظر امور عامہ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کے والد بھی جو بہت نیک اور مخلص انسان تھے اور میرے خسر تھے ابھی وہ بھی ایمان نہیں لائے تھے جب بھائی عبدالرحمان قادیانی خدمات بجالا رہے تھے۔ ہم ابھی بچے تھے اور پوری طرح ہوش بھی نہ سنبھالا تھا جب ہم نے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمات بجالاتے اور آپؑ کے گرد پروانہ وار فدا ہوتے دیکھا۔ یہ آپؑ کی تکلیف کی گھڑیوں اور مصیبت کی ساعتوں میں ساتھ رہے اور اگر ایسے لوگوں کا اعزاز قائم نہ ہو تو میں مجبور ہوں گا کہ ایسے لوگوں کے خلاف سخت ایکشن لوں۔ ہمارے تمام محکمے سلسلہ کی عزت کے قیام کے لئے ہیں نہ کہ انصاف کے ایک غلط نام کی پیروی کے لئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جو فعل ہؤا ہے وہ ناجائز ہؤا ہے۔ میں اس یقین کے وجوہ رکھتا ہوں کہ جو فعل ہؤا اس کی تمام تر ذمہ داری ایک فریق پر نہیں لیکن یہ بہرحال دکھ کی بات ہے کہ قادیان میں وہ حزم اور

احتیاط نہ برتی جائے جو صحابہ کے متعلق برتی جانی چاہیئے۔ میں تو وہ شخص ہوں کہ جن لوگوں نے اپنے فعل سے اپنے آپ کو صحابیت سے خارج کر لیا ان کے خلاف بھی میں نے کبھی کسی کو کوئی کام نہیں کرنے دیا۔ مولوی محمد علی صاحب یہاں سے جاتے ہوئے قریباً تین ہزار کی کتابیں لے گئے۔ قاضی امیر حسین صاحب مرحوم میرے پاس آئے کہ ان کو روکنا چاہیے مگر میں نے کہا کہ میں ان کو روکنا نہیں چاہتا۔ پھر مجھے معلوم ہؤا کہ بعض بچے آپس میں کہہ رہے تھے کہ آؤ ان پر کنکریاں پھینکیں اور میں نے ان کو سختی سے ڈانٹا اور مولوی صاحب کو کہلا بھیجا کہ آپ کوئی فکر نہ کریں میں ذمہ دار ہوں کہ کوئی آپ کو کچھ نہیں کہہ سکے گا اور اگر کوئی کچھ کہے تو میں ہر سزا کے لئے تیار ہوں۔ گو بعد میں اس واقعہ کو بہت رنگ آمیزی سے پیش کیا جاتا رہا اور کیا جاتا ہے مگر حقیقت یہی ہے۔ تو جن لوگوں نے اپنے فعل سے اپنے آپ کو صحابیت سے خارج کر لیا میں آج تک ان کا بھی احترام کرتا ہوں۔ ان کی طرف سے مجھ پر گندے سے گندے الزامات لگائے گئے۔ ان کے اور ان کے ساتھیوں کے متعلق میرے پاس بھی ایسی روایات پہنچیں مگر میں نے ان کی اشاعت کو کبھی پسند نہیں کیا۔ پس اگر ہماری جماعت ایک مذہبی جماعت ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی عزت کو قائم کرنا ہمارا فرض ہے اور وہ کی جائے گی۔ دشمن ان باتوں سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ یہاں کے ہندوؤں نے رات کے وقت ایک ہندو لڑکے کو بھائی جی کے لڑکے کے پاس بھجوایا کہ آپ لوگوں پر بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ اگر آپ واقعات بتائیں تو ہم ہندو اخبارات میں چھپوا دیں گے۔ بھائی جی کا بیان یہ تھا کہ صبح ہی انہوں نے آکر مجھے کہا کہ رات ہمارے ہاں شیطان آیا تھا۔ ان کی یہ باتیں ایک اچھا نمونہ تھا مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ ان کا سارا نمونہ اچھا نہ تھا۔ اگر وہ اس ابتلاء سے بے داغ نکلتے تو مجھے بڑی خوشی ہوتی مگر افسوس ہے کہ وہ بے داغ نہ نکلے۔ مجھے متعدد رپورٹیں پہنچی ہیں کہ وہ راتوں کو گلی کوچوں میں یہ شور کرتے پھرے کہ

اے منارے والے! ہم نے تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہے۔ ان کا یہ فعل بہت ہی ناجائز ہے۔ کیا ان کی یہ تلاشی اس وجہ سے ہوئی ہے کہ وہ احمدی تھے پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ منارے والے کی خاطر کس طرح ہؤا؟ کسی نے جھوٹ یا سچ یہ الزام لگایا کہ ان کے لڑکے

نے چوری کی ہے۔ اگر یہ الزام سچ ہو تو بھائی جی کے یہ کہنے کے معنے گویا یہ ہوئے کہ منارے والا نَعُوۡذُ بِاللّٰہِ چوریاں کرواتا تھا اور اگر یہ نہیں تو پھر اس کے لئے یہ بار کس طرح اٹھایا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خاطر اس میں کیا بات تھی۔ یہ فرض کر لو کہ امور عامہ سے بے احتیاطی ہوئی مگر کیا اس نے یہ اس لئے کہا کہ بھائی جی صحابی تھے؟ ہر گز نہیں۔ بھائی جی خود بھی یہ بات نہیں کہہ سکتے کہ اس بے احتیاطی کی وجہ یہ تھی کہ ناظر امور عامہ کٹر احراری تھے اور چاہتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی کی بے عزتی ہو۔ اپنے انتہائی غصہ کے باوجود بھائی جی یہ بات نہیں کہہ سکتے۔ پس یہ ان کی غلطی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ آج کے مظاہرہ کی ذمہ داری ان پر ہے۔ اگر وہ ایسے ذمہ داری کے مقام پر ہوتے ہوئے یہ شعر نہ پڑھتے پھرتے تو آج کا مظاہرہ نہ ہوتا۔ ہم ہمیشہ کہتے رہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی نوجوانوں کے لئے نمونہ ہیں جس کی انہیں پیروی کرنی چاہیئے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اور میرا نام وضاحت سے گو نہ لیا تھا مگر آج کا مظاہرہ کرنے والے نے لیا۔ پس جہاں مجھے افسوس ہے کہ ایسے صحابی کا جس نے بڑی خدمات کا موقع پایا اور جس کی ہتک کو میں اپنی ہتک سمجھتا ہوں مناسب عزت قائم نہ کی جاسکی۔ وہاں مجھے یہ بھی افسوس ہے کہ بھائی جی اس ابتلاء سے بے داغ نہ نکل سکے۔ اگر ان کی تلاشی ہوئی تو کیا تھا؟ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تلاشی نہ ہوئی تھی؟ ان کو چاہیئے تھا کہ ہنستے ہوئے اس واقعہ پر سے گزر جاتے۔ ان کو شکایت لے کر میرے پاس آنا بھی نہ چاہیئے تھا۔ وہ دوسرے دن میرے پاس آئے حالانکہ میں اس وقت تمام تحقیقات کر چکا تھا۔ انہوں نے آکر خود اپنی سُبکی کرائی۔ جو بات میں ان کے آنے سے بھی پہلے کر چکا تھا اس کے لئے انہیں آنے کی کیا ضرورت تھی۔ اپنے مقام کے لحاظ سے انہیں اس بات کے لئے میرے پاس آنا بھی نہ چاہیئے تھا۔ اور خدا تعالیٰ پر توکّل کرنا چاہیئے تھا۔ ان کی شان یہ تھی کہ دل میں بھی اس بات کا کوئی احساس نہ کرتے اور لب پر ذکر تک نہ لاتے۔ اگر ان کے بیٹے سے ایسا فعل ہوا تو کیا اس سے ان کی عزت میں کوئی فرق آسکتا ہے؟ اور اگر نہیں ہوا تو ان کی عزت اور بھی بڑھ جاتی۔ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عشرہ مبشرہ میں سے ایک کا لڑکا امام حسینؓ کا قاتل تھا۔ ان کے بیٹے

کے افعال کی ذمہ داری ان پر نہیں آسکتی۔ اگر ان کا بیٹا مجرم ثابت نہ ہوتا تو ان کی عزت زیادہ ہو جاتی نہ کہ کم۔ چونکہ وہ ایسے مقام پر ہیں کہ ان کے فعل سے دوسرے بھی غلطی کر سکتے ہیں اس لئے مجھے یہ بات کہنی پڑی۔

مَیں آدھی رات کے وقت دفتر سے کام کر کے گھر آیا میری بیوی بیمار تھیں انہوں نے کہا کہ آپ نے کچھ سنا؟ میں نے کہا نہیں۔ وہ کہنے لگیں کہ بچے گھبرائے ہوئے آئے تھے کہ بھائی عبدالرحمن صاحب کی تلاشی ہو رہی ہے۔ میں نے تکلیف کے ساتھ رات گذاری اور صبح اٹھتے ہی تحقیقات شروع کرادی اور ان کے آنے سے پہلے جس حد تک میرا فرض تھا تحقیقات مکمل کر چکا تھا اور اپنے ذہن میں ایک نتیجہ پر پہنچ چکا تھا۔ پس ان کو تو میرے پاس آنے کی بھی ضرورت نہ تھی۔ شکایت لے کر تو وہ آتا ہے جسے اعتبار نہ ہو۔ جسے اعتبار ہو وہ شکایت کرتا ہی نہیں۔ ایسے معاملہ کے متعلق شکایت کی ضرورت ہوتی ہے جو مخفی ہو یا پھر وہ شکایت کرتا ہے جس کے دل میں گھبراہٹ ہو لیکن یہاں تو میں ان کے آنے سے قبل اپنے ذہن میں اس فیصلہ پر پہنچ چکا تھا کہ کمیشن بٹھا کر اس معاملہ کی تحقیقات کراؤں گا۔

اس کے بعد میں پھر امور عامہ اور دوسرے محکموں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس لئے بنائے گئے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ اور شعائر اللہ کی عزت قائم کریں۔ اس لئے نہیں کہ بے احتیاطی کے ساتھ ان چیزوں کے خلاف کوئی اقدام کریں۔ کسی شخص کا ناظر امور عامہ ہونا یا میرا رشتہ دار ہونا اسے کسی سرزنش یا سزا سے نہیں بچا سکتا۔ سلسلہ کی ذمہ داریوں کے لحاظ سے ایسے لوگوں کو سزا دینا میرا فرض ہے۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ میرا رشتہ دار حقیقی وہی ہے اور حقیقی کارکن بھی وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خدام اور سلسلہ کی عزت قائم کرے۔ جو سلسلہ کی عزت قائم نہیں کرتا، صحابہؓ کی عزت قائم نہیں کرتا اور کارکنوں کی عزت قائم نہیں کرتا وہ میرا دوست یا رشتہ دار ہر گز نہیں۔ تمام محکموں کو چاہیئے کہ ہر کام میں اس بات کو مد نظر رکھیں جس طرح قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ تم جدھر سے بھی جہاد کے لئے نکلو تمہارا منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہیئے۔[2] اسی طرح ہمارے محکمے بھی جو کام کریں اس میں یہ بات مد نظر رکھیں کہ سلسلہ، سلسلہ کے کارکنوں اور خدام کی عزت قائم

ہو اور صحابہ کے اعزاز کا خاص خیال رہے۔ باقی خالص تلاشی پر اگر کوئی ناراض ہوتا ہے تو یہ اس کی غلطی ہے۔ یہ قانون ہے اور ہمارے مذہب کی یہی ہدایت ہے کہ حکومت کے قانون کا احترام کریں۔ ہاں اگر کوئی افسر قانون کا ناجائز استعمال کرتا ہے تو اسے سزا دلوائی جاسکتی ہے لیکن یہ حق نہیں کہ کوئی حاکم اگر اپنے حق کا استعمال کرتا ہے تو اس پر ناراض ہوں۔ گو یہ ہم ضرور دیکھیں گے کہ اس نے کس رنگ میں اس فرض کو ادا کیا ہے۔ میرے پاس یہ شکایت بھی پہنچی ہے کہ تلاشی لینے والوں نے سختی کی۔ ہم اس کی بھی تحقیقات کریں گے اور اگر یہ بات ثابت ہوگئی تو اس معاملہ میں بھی مناسب کارروائی کریں گے۔ بہرحال تلاشی لینا ایک جائز فعل ہے۔ گو مجھے یہ بھی خیال ہے کہ سلسلہ کے وقار کو صدمہ پہنچانے کے لئے پچھلے دنوں میں معمولی معمولی باتوں پر احمدیوں کی تلاشیاں لی جاتی رہی ہیں حالانکہ ویسے ہی واقعات غیر احمدیوں میں بھی ہوئے مگر کسی کی تلاشی نہیں ہوئی۔ میں اس بات کی بھی تحقیقات کر رہا ہوں اور اگر میں اس نتیجہ پر پہنچا جو اس وقت میرا خیال ہے تو میں اس کے خلاف بھی آواز اٹھاؤں گا مگر اس کے ساتھ میں جماعت کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے اعمال میں ایسی تبدیلی کریں کہ ان میں سے کسی پر کوئی اعتراض ہو ہی نہ سکے۔ اپنے بُروں کی اصلاح کرے۔ ہمارے پاس بھی بعض لوگوں کے متعلق شکایتیں پہنچتی رہتی ہیں۔ ایسے لوگوں کی اصلاح ہر احمدی اپنا فرض سمجھے۔ اپنے محلہ کے لڑکوں اور لڑکیوں کو اپنے بیٹے اور بیٹیاں سمجھ کر ہر رنگ میں ان کی اصلاح کا خیال رکھا جائے اور کوشش کریں کہ ایسے لوگ جماعت میں پیدا ہی نہ ہوں جو قابلِ اعتراض افعال کے مرتکب ہوں۔ اگر کوئی ایسا فعل ہو ہی نہیں تو دشمن کو اعتراض کی جرأت ہی نہیں ہو سکتی۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو بھی سمجھو۔ صرف دوسروں پر ہی اعتراض نہ کرو بلکہ اپنی اصلاح کی طرف بھی توجہ کرو اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے بہت دعائیں کرو کہ وہ ہمیں دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ ہم بتیس دانتوں میں زبان کی حیثیت رکھتے ہیں جس طرح زبان کے ہر وقت کسی نہ کسی دانت کے نیچے آجانے کا خطرہ ہوتا ہے اسی طرح ہم بھی ہر وقت دشمنوں کی طرف سے خطرات سے گھِرے ہوئے ہیں اور ان خطرات سے اللہ تعالیٰ ہی ہماری حفاظت کر سکتا ہے۔ پس دعائیں کرتے رہو کہ وہ ہمارا حافظ و ناصر ہو اور ایسے افعال سے بچائے جو دین و دنیا

میں ذلیل کرنے والے ہوں اور ایسے ایمان کی توفیق دے جو اس کی نیز دنیا کی نگاہوں میں بھی عزت قائم کرنے والے ہوں۔ " (از ریکارڈ خلافت لائبریری ربوہ)

---

1 هود: 114

2 وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔(البقرة: 150)